Regd No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ

الفضل لاہور

یوم پنجشنبہ

فی پرچہ ۱/

جلد ۳	۲۱ شہادت ۱۳۲۸ ھش	۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء	نمبر ۹۰

مختصرات

کراچی ۲۰ اپریل۔ بہاولپور کی مجلس قانون ساز دو ماہ کے اندر اندر معرض وجود میں آ جائیگی۔ سیاسی پارٹیوں نے انتخابات کی تیاری شروع کر دی ہے۔ اس مجلس کے ۲۵ ممبر ہونگے ۱۶ ممبر مختلف میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں سے منتخب ہوں گے۔ باقی نامزد ہونگے۔

نئی دہلی ۲۰ اپریل۔ سٹیٹسمین کے نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے۔ کہ گو ابھی تک دونئے وزیروں نے حلف وفاداری نہیں اٹھایا۔ لیکن آج ایک عرصے کے بعد پہلی دفعہ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو اور مسٹر بھیم سین سچر نے اکٹھے کھانا کھایا۔

لندن ۲۰ اپریل۔ دولت مشترکہ کی کانفرنس میں سب سے آخر پنڈت نہرو پہنچیں گے۔ وہ دولت مشترکہ کے متعلق وہاں جا کر اپنی کابینہ کا فیصلہ بتائیں گے۔ لندن کے سیاسی حلقوں میں اس مسئلے کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔ کہ ہندوستان کی آزاد جمہوریہ دولت مشترکہ میں رہنے کا فیصلہ کرتی ہے یا نہیں۔ پنڈت نہرو کا لندن میں پروگرام بے حد مصروف ہوگا۔ کیونکہ دولت مشترکہ کے معاملہ سے دلچسپی رکھنے والے سیاسی آپ کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

انسانیت اشتراکیت اور سرمایہ داری کی چکی میں پس رہی ہے

لاڑکانہ ۲۰ اپریل۔ کل سندھ مہاجرین کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان حکومت کے رکن مواصلات اریل سردار عبد الرب نشتر نے کہا۔ کہ ہمیں اب یاس اور قنوطیت کو دور کر کے ملک کی معاشرتی ترقی میں ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ اس وقت انسانیت کمیونزم اور سرمایہ داری کی چکی کے دو پاٹوں میں پس رہی ہے۔ اسلام ہی ایک اعتدال کی وہ راہ ہے۔ جس پر چل کر امیر اور غریب کے درمیان جو خلیج ہے۔ وہ پاٹی جا سکتی ہے۔ مہاجرین کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے سردار عبد الرب نشتر نے کہا۔ تھوڑی گنتی والے صوبوں کے مسلمانوں نے پاکستان کے لئے بے پناہ قربانیاں کی ہیں۔ جنہیں زبان بیان نہیں کر سکتی۔ آپ نے کہا۔ اگر یہ لوگ قربانیاں نہ کرتے تو بلاشبہ اکثریت والے صوبوں کی بھی بالکل وہی حالت ہوتی۔ جو اقلیت والے صوبوں کی ہوئی ہے۔ کانفرنس میں پاکستان کے وزیر مہاجرین آنریبل خواجہ شہاب الدین اور چودھری خلیق الزمان نے بھی شرکت کی اور خطاب کیا۔

قیمتوں کے توازن کو قائم رکھنے کیلئے اناج کی قیمتوں پر کنٹرول بدستور رہیگا

اس سال اناج خریدتے وقت محکمہ امداد باہمی کو دوسرے بیوپاریوں پر فوقیت دی جائیگی

لاہور ۲۰ اپریل۔ حکومت مغربی پنجاب کے محکمہ خوراک کے سکرٹری نے آج اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس میں خوراک کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اناج میں کمی و کساد بازاری کے دن ہوا ہو گئے۔ مہاجرین کے کیمپ خالی ہو گئے۔ اور مہاجرین سے متعلقہ تمام مشکلات پر قابو پا لیا گیا۔ حکومت کے پاس کافی ریزرو ہے۔ اب بلیک مارکیٹ کرنے والوں کے لئے ہرگز کوئی گنجائش نہ رہے گی۔ اینٹی سوشل سرگرمیاں نہ ہونے پائیں گی۔

آپ نے بتایا۔ حکومت منڈی میں آنے والے اناج کو کثیر مقدار میں خریدنے کی پالیسی کو جاری رکھے گی۔ لیکن لیوی سسٹم نہ ہوگا۔ فصل خوشگوار ہے۔ حکومت ۴ لاکھ ٹن گندم تک خرید کریگی۔ حکومت کا منشا ہے۔ کہ منڈیوں میں آنے والا تمام اناج خریدے اور قیمتوں کے توازن کو قائم رکھنے کے لئے کنٹرول بھی جاری رکھے۔

آپ نے بتایا اس وقت صوبے بھر میں ۱۵۰ منڈیاں ہیں۔ اور یکم مئی ۱۹۴۹ء سے گندم کا تھوک کا بھاؤ ۹/۱/۲ ہو جائے گا۔ کچے آڑھتیوں کو دیہات میں اناج خریدنے کی عام اجازت ہوگی۔ لیکن منڈیوں میں پکے آڑھتیوں کی تعداد معین کر دی جائے گی۔ چند پکے آڑھتیوں کو حکومت کی طرف سے خرید کا بھی مجاز قرار دیا جائیگا۔ ان منظور شدہ پکے آڑھتیوں کو فی من ڈیڑھ آنہ کمیشن بھی دیا جائے گا۔

کنٹرول کو تقویت پہنچانے کے لئے اناج کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی جائے گی۔ البتہ مواشی سے کھینچے جانے والی گاڑیوں پر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو اناج پہنچانے کی اجازت ہوگی۔

اس سال محکمہ امداد باہمی کے علاوہ بھی خرید اناج کی اجازت دی جائیگی۔ اناج کے بیوپاریوں کو ایسوسی ایشن بنانے کی اجازت ہوگی۔ لیکن محکمہ امداد باہمی کو ان بیوپاریوں اور پکے آڑھتیوں پر کوئی فوقیت نہ دی جائے گی۔ جن چھ شہروں میں راشن اس وقت ہے۔ وہ بدستور رہے گا۔ چنوں کی صرف قیمت پر کنٹرول ہوگا۔ لیکن نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ قیمت فی من -/۱۰/۷ تجویز ہوئی ہے۔ لیکن صوبائی حکومت اپنے ریزرو کے لئے خریدنے کا کوئی ارادہ نہیں

سرکاری اطلاعات

لاہور ۲۰ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی گورنر مغربی پنجاب نے ایکٹ مہاجرین مغربی پنجاب درباره رجسٹریشن دعاوی اراضی مصدرہ ۱۹۴۹ء کی منظوری دے دی ہے۔ ایکٹ میں متروکہ اراضی کے بارے میں دعاوی کی رجسٹریشن کے احکام مندرج ہیں۔

لاہور ۲۰ اپریل۔ محکمہ بحالیات و نوآبادیات نے بندوبست کے افسروں کو اس بارے میں احکام صادر کر دیئے ہیں۔ کہ جن سرکاری ملازموں کو ابھی تک زمین الاٹ نہیں ہوئی۔ ان کے بھی دعاوی رجسٹرڈ کئے جائیں۔ اور اگر ان کی یونٹ کے افسر کمانڈنگ تصدیق کریں۔ تو رائل پاکستان بحریہ کے ملازموں کے مطالبے بھی رجسٹرڈ کئے جائیں۔

لاہور ۲۰ اپریل۔ مہاجرین کو مستقل طور پر اراضی الاٹ کرنے کے لئے دعاوی پیش کرنے کی تاریخ میں توسیع کر دی گئی ہے۔ اب یہ تاریخ ۱۵ اپریل کی بجائے ۱۶ مئی ہوگی۔

کشمیر

راولپنڈی ۲۰ اپریل۔ حکومت پاکستان کے نمائندوں نے کشمیر سے متعلق شرائط صلح آج کمیشن کے ارکان کو پیش کر دی ہیں۔ واضح رہے۔ کہ یہ شرائط برائے غور و خوض ہندوستان و پاکستان کو ۱۵ اپریل کو دی گئی تھیں۔

حکومت پاکستان کے ایک کمیونک میں اس بات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ دونوں مملکتوں کی فوجوں کے کمانڈروں میجر جنرل نذیر اور مسٹر تھمایا میں جو میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں میجر جنرل نذیر بعض علاقوں کو خالی کرنے پر رضامند ہو گئے تھے۔ کمیونک میں کہا گیا ہے۔ کہ ہندوستانی فوجوں نے دو علاقوں چورپونجی اور نواگرا پیر قبضہ کر کے میٹنگ میں طے شدہ امور کی خلاف ورزی کی ہے۔

جاگیرداری کے متعلق

پشاور ۲۰ اپریل۔ آج صوبہ سرحد کی کابینہ نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ صوبہ بھر سے جاگیرداری کو کلاً ختم کر دیا جائے۔

لاڑکانہ ۲۰ اپریل۔ سندھ مہاجرین کانفرنس نے پاکستان پارلیمنٹ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ پاکستان بھر سے جاگیرداری کو اڑا دینے کے لئے فوری طور پر قانون

راجہ حسن اختر کی انکوائری

لاہور ۲۰ اپریل۔ آج راجہ حسن اختر کی پبلک انکوائری کا دوسرا دن تھا۔ انکوائری کمیشن کے روبرو آج گرڈ برانچ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر عبد الحمید منٹگمری کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر۔ چودھری عبد الحمید۔ اقبال نگر سٹیٹ کے پٹواری منشی عبد الغنی۔ چیچہ وطنی کے موجودہ نائب تحصیلدار مرزا محمود بیگ اور ویہاڑی کے تحصیلدار بحالیات چودھری عبد الرحمٰن کی شہادتیں قلمبند ہوئیں۔

چودھری عبد الحمید ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے بیان کیا۔ کہ انہیں ریکارڈ کے تلف ہونے کا علم منٹگمری کا سے تبادلے کے بعد ہوا۔ منشی عبد الغنی پٹواری نے بتایا۔ کہ سٹیٹ سے بیشمار مہاجرین کو نکال کر خان ممدوٹ کے نام اسے الاٹ کیا گیا تھا۔ اس نے ریکارڈ کی تحریروں کو الٹ پلٹ کرنے اور خسرہ گرداوری کو بالکل تبدیل کرنے کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائیں۔

عبد الرحمٰن تحصیلدار نے تسلیم کیا۔ کہ پہلا خسرہ گرداوری اور دوسرا متعلقہ ریکارڈ ایچ۔ وی۔ سی اور ڈپٹی کمشنر کے ایما پر میں نے تلف کیا تھا۔ اور جعلی کاغذات پر از سر نو مہریں بھی میں نے ہی لگائی تھیں۔ مرزا محمود بیگ نائب تحصیلدار نے پٹواری سے اصل۔ ڈی۔ راد لینے اور اقبال نگر سٹیٹ کے خان ممدوٹ کے نام الاٹ ہو جانے کی اطلاع پہنچنے کی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر ۳۲ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی

اس وقت تک صبر نہ کرو جب تک اسلام دوبارہ ساری دنیا پر غالب نہ آجائے

قادیان سے جماعت احمدیہ کی ہجرت خدائی وعدوں کے مطابق عمل میں آئی

ربوہ کے جلسہ سالانہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

— مرتبہ خورشید احمد —

ربوہ ۷ ماہ شہادت۔ آج ساڑھے چار بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ جس کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے

> میں آسمان کو اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ خدا نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ پورا ہوا وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ جو آج بھی اپنی ہستی کے زندہ نشان ظاہر کر رہا ہے۔ دنیا کی اندھی آنکھیں دیکھیں یا نہ دیکھیں۔ اور بہرے کان سنیں یا نہ سنیں لیکن یہ امر اٹل ہے کہ خدا کا دین پھیل کر رہے گا۔ کمیونزم خواہ کتنی ہی طاقت پکڑ جائے مگر وہ میرے ہاتھ سے شکست کھا کر رہے گا۔ اس لئے نہیں کہ میرے ہاتھ میں کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔

جماعتوں کے پیغامات

تقریر کے آغاز میں حضور نے فرمایا بہت سی ایسی جماعتوں کی طرف سے پیغامات آئے ہیں۔ جو جلسہ میں شامل نہیں ہو سکیں۔ انہوں نے احباب کو محبت بھرا اسلام کہا ہے۔ اور دعا کی درخواست کی ہے۔ سب پیغامات تو سنائے نہیں جا سکتے بعض اہم مقامات کے پیغامات سنا دیتا ہوں۔

سب سے پہلا پیغام تو قادیان کی جماعت کا ہے۔ جو وہاں کے امیر مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی معرفت موصول ہوا ہے۔ اس میں وہاں کے دوستوں نے تمام احباب کو السلام علیکم کہا ہے اور دعا کی درخواست کی ہے۔

قادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گو قادیان سے جدا ہونے کا صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ لیکن میں نے دوستوں کو متواتر نصیحت کی ہے۔ کہ وہ کسی قسم کے غم کو اس سلسلے میں اپنے آپ پر غالب نہ آنے دیں۔ لیکن ایک حصہ جذبات انسان کے ساتھ ایسا لگا ہوا ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قادیان سے نکلنا ایک ایسا اہم واقعہ ہے۔ کہ اگر اس سلسلے میں ہم سوچنا اور غور کرنا شروع کر دیں۔ تو ہمارے کاموں میں رخنہ پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ ایک نہایت ہی تلخ واقعہ ہے۔ نہ معلوم کوئی خدائی فرشتہ تھا جس نے مجھ سے انگلستان جاتے ہوئے یہ شعر کہلوایا کہ ؎

گیا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچے ہائے قادیاں

خدا کے فرشتوں کے ذریعہ سے اپنی طرف اور ساری جماعت کی طرف سے قادیان والوں کو السلام علیکم کہتا ہوں۔ درحقیقت وہ لوگ قسمت ہیں۔ آنے والی نسلیں ہمیشہ عزت سے اور احترام و محبت کے ساتھ ان کے ذکر کریں گی۔ اور ہزاروں لوگوں کو یہ حسرت ہوا کرے گی۔ کہ کاش ہمارے آباء کو بھی یہ خدمت کرنے کی توفیق ملتی۔

اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل مقامات کے السلام علیکم اور درخواست دعا پر مشتمل پیغامات پڑھ کر سنائے۔

(۱) چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن از طرف جماعت احمدیہ لنڈن

(۲) چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے انچارج احمدیہ مشن امریکہ

(۳) رئیس التبلیغ احمدیہ مشن گولڈ کوسٹ (افریقہ)

(۴) رئیس التبلیغ صاحب احمدیہ مشن مشرقی افریقہ

(۵) جماعت احمدیہ کولمبو

(۶) مولوی مبارک احمد صاحب امیر جماعت ہائے مشرقی پاکستان

(۷) ماخوذین مقدمہ قتل سندھ

انتظامات جلسہ کے سلسلے میں حکومت کا شکریہ

حضور نے انتظامات جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا افسوس ہے کہ کھانے پینے کا انتظام بعض وجوہ کی بناء پر صحیح طور پر نہیں ہو سکا۔ ہمارا اندازہ دس ہزار مہمانوں کا تھا۔ لیکن حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۶ ہزار سے بھی زیادہ ہوئی ہے۔ ہم نے صرف پانی کے انتظام پر بیس ہزار روپیہ خرچ کیا تھا۔ مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اگر گورنمنٹ کے محکمہ حفظان صحت کی مہربانی سے ہمیں ٹینک نہ مل جاتے۔ تو پانی کی بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔ صفائی کے محکمہ نے بھی ہماری مدد کی ہے۔ اسی طرح ریلوے کے محکمہ نے بھی ہمارے ساتھ تعاون کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ درحقیقت ان تینوں محکموں کی امداد کے بغیر ہمارا یہ جلسہ کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہم ان محکموں کا اور چونکہ یہ محکمے گورنمنٹ پاکستان کے ہی ہیں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پبلک ڈیوٹی کی ادائیگی کی وجہ سے یہ محکمے یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب کے مستحق ہونگے۔

جماعت احمدیہ قادیان سے کیوں نکلی؟

اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مقدس مقامات کو چھوڑنا قدرتاً طبائع پر گراں گزرتا ہے۔ بلکہ اسے گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں بعض دفعہ اس کام کو جو عام حالات میں گناہ سمجھا جاتا ہے ثواب بنا دیتی ہیں۔ مثلاً خانہ کعبہ کتنی مقدس اور بابرکت جگہ ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے وہاں سے ہجرت کی اگر مقدس مقام کو چھوڑنا ہر حالت میں گناہ ہوتا۔ تو آپ کبھی بھی مکے کے مقام کو نہ چھوڑتے۔ درحقیقت آپ کی ہجرت بھی آپ کی صداقت کا ایک نشان تھا۔ کیونکہ سینکڑوں برس قبل اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر دے رکھی تھی

پس مقدس مقامات سے نکلنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا مکہ سے نکل جانے سے اسلام پر کوئی اعتراض نہیں آتا۔ تو قادیان سے نکلنے پر کس طرح اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر جبکہ ہمارا ایک حصہ ابھی تک قادیان بیٹھا ہوا ہے۔ ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ گزشتہ انبیاء نے جس قدر ہجرتیں کیں۔ ان کی خبر تو ضرور پہلے سے موجود ہوتی تھی۔ کیا قادیان سے ہجرت کی پیشگوئی کی خبر بھی پہلے سے موجود تھی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں قادیان سے ہجرت کی پیشگوئی بھی پوری تفصیل کے ساتھ پہلے سے موجود ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات اور اپنی متعدد رویا پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جس میں قادیان سے ہجرت اور حضور کے ذریعہ جماعت کی حفاظت اور نئے مرکز میں جماعت کو اکٹھا کرنے کی خبر دی گئی تھی۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح نہایت حیرت انگیز رنگ میں یہ تمام امور پورے ہو چکے ہیں (مفصل تقریر انشاء اللہ بعد میں شائع کی جائے گی۔)

اس وقت تک صبر نہ کرو جب تک اسلام دوبارہ ساری دنیا پر غالب نہ آجائے

آخر میں حضور نے فرمایا دیکھو جو کچھ خدا نے کہا تھا۔ وہ پورا کر دیا۔ یہ خدا کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے۔ کہ اس نے وعدے کے مطابق اس عظیم الشان ابتلاء میں مجھے جماعت کی حفاظت کرنے اور اسے پھر اکٹھا کرنے کی توفیق دی۔ تمہیں چاہیئے کہ اپنے رب کا شکریہ ادا کرو۔ اور سچے مسلمان بنو۔ اور اپنے خدا کے فضل کی تلاش میں لگے رہو۔ یاد رکھو تم وہ قوم ہو۔ جو آج اسلام کی ترقی کے لئے بمنزلہ بیج کے ہو۔ تم وہ درخت ہو۔ جس کے نیچے دنیا نے پناہ لینی ہے۔ تم وہ آواز ہو جس کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا پیغام دنیا کو سنائیں گے۔ تم وہ اولاد ہو۔ جس پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخر کریں گے اور اپنے خدا کے حضور کہیں گے۔ کہ اے میرے رب جب میری قوم نے قرآن پھینک دیا تھا۔ اور تیرے نشانات کی قدر کرنے سے مونہہ موڑ لیا تھا۔ تو یہی وہ چھوٹی سی جماعت تھی۔ جس نے اسلام کے جھنڈے کو تھامے رکھا۔ اسے مارا گیا۔ اسے بدنام کیا گیا۔ اسے گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ اور اسے مصیبت کی چکیوں میں پیسا گیا۔ مگر اس نے تیرے نام کو اونچا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی میں آسمان کو اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ کالم ۴)

355

خطبہ جمعہ

۱۴

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ

اے لوگو تمہاری دولت ہی اس امر کی دلیل ہے کہ تم محتاج ہو۔

توکل کا حقیقی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرو

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۴۹

فرمودہ ۸ راپریل ۱۹۴۹ء بمقام مسجد احمدیہ لاہور

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ذیل کی آیت قرآنیہ تلاوت فرمائی۔

یا ایھا الناس انتم الفقرا الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید (فاطر ع ۲)

فرمایا۔ دنیا کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ کہ جن کی حقیقت پر اگر غور نہ کیا جائے۔ تو انسان ظاہری حالات سے ان چیزوں سے

غلط نتائج

اخذ کر لیتا ہے۔ مثلاً انسان کو ہی دیکھ لو۔ وہ بولتا ہے۔ اب ایک ناواقف انسان جس نے کسی کو بولتے نہیں دیکھا۔ وہ جب کسی کو بولتے ہوئے دیکھتا ہے۔ تو خیال کرتا ہے۔ کہ یہ خود نہیں بول رہا۔ بلکہ ایک مشین ہے۔ جو بول رہی ہے۔ یا اس کے اندر کوئی چیز ہے۔ جو باتیں کر رہی ہے۔ یا گراموفون ہے۔ ایک ناواقف آدمی جس نے پہلے کبھی گراموفون نہ دیکھا ہو۔ وہ جب اسے دیکھتا ہے تو کہہ دیتا ہے۔ کہ اس کے اندر کوئی چیز بیٹھی ہے۔ جو بول رہی ہے۔ ہمارے گھر کا ہی

ایک لطیفہ

ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب کی لڑکی امۃ اللطیف کو جو۔ وہ چھوٹی عمر کی تھی۔ گھر والے پہلی دفعہ جمعہ پر لے گئے۔ اس سے پہلے اس نے لاؤڈ سپیکر نہیں دیکھا تھا۔ میاں صاحب کے بچے عام طور پر چھوٹی عمر نا ہسٹریکل ہوتے ہیں۔ وہ جلدی رونے اور گھبرانے لگ جاتے ہیں۔ امۃ اللطیف جب اس جگہ پر کر بیٹھی جہاں عورتیں جمعہ پڑھا کرتی تھیں۔ اور میں نے خطبہ دینا شروع کیا۔ تو اس کے پاس ہی لاؤڈ سپیکر کا ایک ڈبہ لگا ہوا تھا۔ جونہی اس نے میری آواز سنی۔ اس نے چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگی چچا ابا اس ڈبے میں بند ہیں۔ انہیں اس ڈبہ سے جلدی نکالو۔ اس نے سمجھا کہ میں اس ڈبہ کے اندر بیٹھا ہوا بول رہا ہوں۔ اس لئے اس نے بلبلا نا رونا شروع کر دیا۔ گھر والے اسے بہتیری تسلی دلائیں۔ مگر وہ یہی کہتی چلی جائے۔ اس ڈبہ سے چچا ابا کی آواز آرہی ہے۔ چچا ابا اس ڈبہ میں بند ہیں انہیں نکالو۔ غرض جب کوئی

ناواقف آدمی

لاؤڈ سپیکر کے کسی ڈبہ کو دیکھتا ہے۔ اور اسے آواز آتی ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس ڈبہ کے اندر بیٹھا ہے۔ اور بول رہا ہے۔ اسی طرح گراموفون ہے۔ ایک شخص اسے دیکھ کر ناواقفیت کی وجہ سے سمجھ لیتا ہے۔ کہ اس کے اندر کوئی آدمی بیٹھا ہے۔ یا کوئی جن بیٹھا ہے جو بول رہا ہے غرض بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ظاہری طور پر ان سے غلط نتیجہ نکل آتا ہے۔ جب ایک انسان مادی اشیاء میں دھوکہ کھا سکتا ہے۔ تو

روحانی اشیاء

میں جو زیادہ اعلےٰ ہیں اسے یوں دھوکہ نہیں لگ سکتا۔ جس طرح ایک چیونٹی جب کسی ہاتھ کو ہلتا ہوا دیکھتی ہے۔ تو وہ سمجھتی ہے۔ کہ ہاتھ اپنی ذات میں ایک ہلنے والی چیز ہے۔ اسی طرح ایک ناواقف انسان جب کسی مزدور کو کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ اپنے منشاء سے کام کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی بہت سی صفات اسی طرح جاری کی ہیں۔ کہ ان کے ظاہر کرنے کے لئے اس نے انسان کو واسطہ بنایا ہے جس طرح انسانی دماغ نے ہاتھ کو ذریعہ بنایا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے بھی اپنی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے انسان کو ذریعہ بنا لیا ہے۔ یا مثلاً انسان آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ کانوں سے سنتا ہے۔ اور زبان سے چکھتا ہے۔ ایک ناواقف یہ سمجھتا ہے کہ آنکھ دیکھتی ہے۔ کان سنتا ہے۔ زبان چکھتی ہے۔ حالانکہ آنکھ کان زبان سب چیزیں

دماغ کے تابع

ہیں۔ آنکھ نہیں دیکھتی بلکہ دماغ دیکھتا ہے۔ کان نہیں سنتے بلکہ دماغ سنتا ہے۔ انگلی چھو کر کسی چیز کو محسوس کرتی ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ انگلی خود یہ کام کرتی ہے۔ بلکہ انگلی دماغ کو اطلاع دیتی ہے جب وہ کسی چیز کو چھوتی ہے۔ تو وہ دماغ کو اطلاع دیتی ہے۔ کہ ہم چھوتے ہیں۔ آگے دماغ اس کی کیفیت کا پتہ لگا کے یہ بتاتا ہے۔ کہ آیا وہ سخت ہے یا نرم۔ اگر وہ چیز گدگدی یا لچکدار ہے۔ تو دماغ فیصلہ کر لیتا ہے کہ وہ نرم ہے۔ یا مثلاً آنکھ دیکھتی ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ آنکھ خود دیکھتی ہے۔ بلکہ وہ صرف دماغ کو اطلاع دیتی ہے آگے دماغ خود فیصلہ کرتا ہے۔ کہ وہ چیز کیسی ہے چھوٹی ہے یا موٹی۔ سرخ ہے یا سفید زرد ہے یا کسی اور رنگ کی ہے۔ ایک واقف انسان یا

علم رکھنے والا انسان

فوراً جان لیتا ہے۔ کہ درحقیقت دماغ دیکھ رہا ہے۔ آنکھ نہیں دیکھ رہی۔ آنکھ کی مثال تو دوربین کی سی ہے۔ یہی حال کانوں کا ہے۔ کان آواز نہیں سنتے بلکہ دماغ سنتا ہے۔ ہماری زبان نہیں چکھتی ہے۔ ہمارے ہونٹ اوپر نیچے حرکت کرتے ہیں۔ تو یہ حرکت وہ خود نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس حرکت کا دماغ سے تعلق ہے۔ کان بھی خود آواز نہیں سنتے۔ ہوا کان کے سوراخ کو چھوتی ہے۔ اور آگے دماغ اس آواز کو محسوس کرتا ہے۔ مگر بظاہر نظر یہی آتا ہے۔ کہ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں انگلیاں چھوتی ہیں۔ زبان چکھتی ہے اور یہی نتیجہ ہم اس سے نکال لیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت نہ آنکھ دیکھتی ہے نہ کان سنتے ہیں۔ نہ انگلیاں چھوتی ہیں۔ اور نہ زبان چکھتی ہے۔ بلکہ ان کے پیچھے دماغ ہے جو کام کر رہا ہے۔ یہ سب اشیاء بطور آلہ کے ہیں۔ یہی صورت انسان کی ہے۔ انسان جب کوئی کام کرتا ہے۔ تو ناواقف آدمی خیال کر لیتا ہے کہ یہ اس کی ذاتی خوبی ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے

اپنی صفات کے ظہور کے لئے

انسان کو واسطہ بنایا ہے۔ اور ہم سمجھ لیتے ہیں۔ کہ وہ کام انسان کر رہا ہے۔ اور ان صفات کو انسان کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں مثلاً دولت ہے دنیا میں جس آدمی کے پاس دولت ہے وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ وہ دولت مند ہو گیا ہے۔ لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ حالانکہ دولت حقیقی نہیں بلکہ ایک نسبتی چیز ہے۔ ہم اسے دولت تو قرار دے لیتے ہیں۔ یا اسے دولت کا نام تو دے لیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ دولت دولت نہیں۔ ہزاروں لوگ ایسے ہیں۔ جن کے لئے یہی دولت مصیبت اور دکھ کا موجب ہو جاتی ہے۔

کہتے ہیں

کوئی شخص بھوکا پیاسا جنگل میں جا رہا تھا۔ کئی دنوں کا اسے فاقہ تھا۔ اسے راستہ میں ایک تھیلی ملی۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ شاید اس میں بھنے ہوئے دانے ہونگے یا گندم کے کچھ ہی دانے ہونگے۔ اور ان کے ساتھ وہ اپنی زندگی کو سلامت رکھ سکے گا۔ اس نے تھیلی اٹھائی۔ اور اسے کھولا۔ تو اس نے دیکھا کہ اس تھیلی میں قیمتی موتی ہیں۔ اس نے نہایت حقارت سے اس تھیلی کو پرے پھینک دیا۔ اور خود آگے چل دیا۔ غرض

وہی دولت

جسے انسان اپنے لئے نہایت مفید چیز سمجھتا ہے وہی انسان کے لئے بعض دفعہ تکلیف اور دکھ کا موجب بن جاتی ہے اور وہ اسے صدمہ پہنچاتی ہے بجائے اس کے کہ وہ اس کی جان بچائے۔ مثلاً کھانا ہے انسان اسے استعمال کرتا ہے اس کے بغیر اس کا گذارہ نہیں۔ مگر بسا اوقات بیماری میں وہی کھانا انسان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔ کپڑا ہے انسان پہنتا ہے اور اس کا پہننا تن ڈھکنے کے لئے ضروری ہے۔ مگر بعض سخت قسم کی کھجلیوں میں اعلیٰ قسم کا لباس پہننا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ پانی ہے اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور انسان اسے استعمال کرتا ہے مگر بعض امراض میں پانی سے جان تک ضائع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دولت ہے۔ دولت بھی اسی کے لئے دولت ہے جو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہو۔ روٹی ہے مگر اسی کے لئے مفید ہو سکتی ہے جو صحیح طور پر اسے ہضم کر سکتا ہے کپڑا بھی اسی شخص کے لئے مفید ہو سکتا ہے جس کو اس کے استعمال کرنے کی توفیق ملے ہر چیز دونوں طرف سے مل کر فائدہ دیتی ہے۔ ایک بہت کو اگر خالی چھوڑ دو تو وہ چیز

عذاب کا موجب

بن جاتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی بخار کی وجہ سے تڑپ رہا ہے اور وہ اس قسم کے بخار میں کپڑے کی برداشت نہیں کرتا۔ ڈاکٹر کہتا ہے اس پر کپڑا دو ورنہ نمونیا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ تیماردار ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اس پر کپڑا دیتے ہیں مگر مریض لات مار کر کپڑا پرے ہٹا دیتا ہے۔ اعلیٰ قسم کا کھانا ہے اگر معدہ اسے قبول نہ کرے تو قے ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات بجائے طاقت پیدا کرنے کے ضعف ہو جاتا ہے۔ پانی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن کتے کے کاٹے ہوئے کے پاس رکھ دو تو اس کے جسم میں یکدم تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا جسم جھٹکے کھانے لگ جاتا ہے۔ اس کی گردن اکڑ جاتی ہے اور وہ پانی کو دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے جیسے کسی پر پیٹرول ڈالا جائے تو وہ آگ لگنے کے خیال سے فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ دوسری طرف وہ شکایت کرتا ہے میں مر گیا۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی دو۔ غرض یہی پانی جو انسانی زندگی کا ذریعہ ہے بعض دوسرے حالات میں مضر ہو جاتا ہے۔ پس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ۔ اے انسانو! تمہیں شبہ ہو جاتا ہے کہ تم دولت مند ہو تم سے متعدد چندے طلب کئے جاتے ہیں یا تم سے قربانی کی خواہش کی جاتی ہے تو تمہیں احساس ہوتا ہے کہ ہم مالدار ہیں اور ہم سے چندوں اور قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ گویا ہم سے دوا مانگی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ۔ اے لوگو تمہارا یہ اندازہ غلط ہے ہم نے تمہیں اپنی صفات کے ظاہر کرنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے ورنہ تم حقیقی مالدار نہیں ہو۔ تم کیوں حقیقی مالدار نہیں ہو؟ اس کی وہی دلیل ہے جو میں نے دی ہے کہ اگر تم ظاہری طور پر دولت مند ہوتے ہو تو اس کے معنے صرف اتنے ہوتے ہیں کہ تم دولت کے محتاج ہو اور وہ دولت تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے واللہ ھو الغنی اور دراصل اللہ تعالیٰ ہی دولت مند ہے کیونکہ تمہیں تو

دولت کی احتیاج

ہے لیکن وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اور جو شخص کسی چیز کا محتاج ہے وہ تو دولت مند نہیں کہلا سکتا۔ دولت مند وہی ہو سکتا ہے جس کو کوئی احتیاج نہ ہو۔ جس کو کسی چیز کی حاجت نہ ہو وہی اصل دولت مند ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے باقی لوگ دولت مند نہیں ہو سکتے۔ ایک شخص جس کے پاس بہت سی دولت ہو بسا اوقات وہی دولت اسے کاٹ رہی ہوتی ہے۔ اسی دولت کی موجودگی میں مالداروں کو قتل کیا جاتا ہے۔ انہیں لوٹا جاتا ہے۔ دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے بغاوتیں ہوتی ہیں۔ پھر بسا اوقات یہی دولت امیروں کی اولادوں کو آوارہ بنا دیتی ہے۔ حرام خور بنا دیتی ہے بدکار بنا دیتی ہے یہ

سب خرابیاں

مال کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص بغیر پانی پئے اور بغیر کھانا کھائے اور بغیر کپڑا پہننے کے کام چلا سکتا ہو تو اصل دولت مند وہی کہلائے گا۔ احتیاج کا پورا ہونا دولت نہیں اس کا نہ ہونا دولت ہے۔ دولت کے تم یہی معنے لیتے ہو کہ تمہاری احتیاج پوری ہو گئی۔ مگر کوئی وقت ایسا بھی آ جاتا ہے جب یہ تمہاری احتیاج کو پورا نہیں کرتی واللہ ھو الغنی اصل دولت مند اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اسے احتیاج ہی نہیں بلکہ الحمید وہ حمید ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ بلکہ وہ تمہاری احتیاج کو

پورا کرتا ہے

تم اس کی تعریف کرتے ہو۔ وہ شخص جو کسی کی مدد کرتا ہے۔ جو کسی کی مصیبت کو دور کرتا ہے لوگ اسے کہتے ہیں شکریہ! یا جب کوئی شخص کھانے کو دیدے یا پہننے کو کپڑا دیدے۔ تو دوسرا شخص کہتا ہے شکریہ مہربانی عنایت۔ اللہ تعالیٰ بھی حمید ہے کیونکہ جو احسان کرے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمیں کسی چیز کی احتیاج نہیں بلکہ ہم تمہاری احتیاج کو دور کرتے ہیں اس لئے حقیقی دولت ہمارے پاس ہے۔ کیونکہ جسے کسی چیز کی احتیاج نہیں ہوتی وہی نقائص سے پاک سمجھا جاتا ہے اور دولت کی طرف توجہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ کمزور اور ناقص ہے۔ آخر انسان یہ کیوں چاہتا ہے کہ میرے پاس دولت ہو۔ اسی لئے کہ وہ کہتا ہے کہ میں کھاؤں میں پیوں۔ میں مکان بناؤں۔ لیکن میں کھاؤں گا کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میرا جسم تحلیل ہوتا ہے۔ کمزور ہو جاتا ہے اس لئے اس میں یہ اور لا کر ڈالوں۔ انسان چاہتا ہے کہ میں پانی پیوں۔ شربت پیوں۔ لیمونیڈ پیوں۔ شراب پیوں [illegible] اور [illegible] پیوں۔ اس کے معنے بھی یہ ہیں کہ اس کے

جسم میں تحلیل

واقع ہوتی ہے اور کمزوری پیدا ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کمزوری اور نقص کو دور کرے انسان چاہتا ہے کہ وہ کپڑے پہنے تا وہ ننگا نہ ہے سردی گرمی سے بچا رہے۔ یا سردی اور تپش سے بچنے کے لئے نہ سہی اسے زینت کے لئے بھی لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا وہ اس سے اپنے جسم کو خوبصورت بنائے۔ وہ چاہتا ہے کہ کرتا پہنے کوٹ پہنے جبے پہنے۔ ٹوپی یا پگڑی پہنے۔ جوتی یا بوٹ پہنے تا وہ اپنے نقص اور کمزوری کو دور کرے۔ بہر حال جو کوئی بھی ان اشیاء کا محتاج ہے وہ ناقص ہے۔ اور یہ سب اشیاء جس کے بھی کام آنے والی ہیں وہ کمزور ہے۔ اس نکتہ کو اگر سمجھ لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دولت دراصل انسان کی احتیاج اور اس کے ضعف پر دلالت کرتی ہے۔

پس میں جماعت کے احباب کو

توجہ دلانا چاہتا ہوں

کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو دولت مند خیال کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہی دولت جس پر وہ غرور کرتے ہیں وہی انہیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ وہ سخت محتاج ہیں اور انہیں ایسی چیز کی ضرورت ہے جو ان کی ضروریات زندگی کو پورا کرے اور ان کی یہ احتیاج ان کی ضعف اور کمزوری پر دلالت کرتی ہے۔ اگر انہیں احتیاج نہ ہوتی تو پھر اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم کہتے ہیں ہم بھوکے ہیں۔ ہمارا جسم تحلیل ہو رہا ہے۔ ہمیں کھانے کی ضرورت ہے۔ ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ ہمیں جوتی کی ضرورت ہے تا ہمارے پاؤں میں کانٹے نہ چبھ جائیں یا ان پر [illegible] نہ لگیں اور وہ گرد آلود نہ ہوں۔ ہمیں کپڑے کی

ضرورت ہے

تا ہم اپنے آپ کو سردی اور تپش سے بچا سکیں۔ یا ہم اپنے آپ کو مزین کر سکیں۔ ہمیں مکانوں کی ضرورت ہے تا ہم دھوپ اور سردی سے محفوظ رہیں۔ بارشوں کی وجہ سے بھیگ نہ جائیں۔ یہ ساری کی ساری چیزیں ایسی ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ کسی دوسرے شہر یا علاقہ میں ہمیں کوئی ضرورت ہوتی ہے تو ہم فوراً گھوڑے پر یا موٹر اور ریل پر جیسی بھی صورت ہو سوار ہو کر اس شہر یا علاقہ تک جاتے ہیں۔ اگر ہمیں ان چیزوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر ہماری تمام ضرورتیں گھر بیٹھے خودبخود پوری ہو جاتیں تو پھر ہمیں گھوڑے کی کیا ضرورت تھی۔ موٹر کی کیا ضرورت تھی۔ ریل کی کیا ضرورت تھی اگر ہمیں

علم غیب

حاصل ہوتا اور ہم اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے اپنے عزیزوں۔ رشتہ داروں۔ دوستوں اور دوسرے شہروں اور علاقوں کی خبروں سے باخبر رہ سکتے تو پھر ہمیں ڈاک اور تار کی کیا ضرورت تھی۔ مثلاً اگر ہمیں پتہ لگ جاتا کہ امریکہ میں کیا ہو رہا ہے تو ہمیں ڈاکخانہ میں جا کر ٹکٹ خریدنے کی کیا ضرورت تھی تا ہم خط لکھ کر اپنے عزیز کا حال دریافت کریں۔ پس تم اگر غرور سے کہتے ہو ہم دولت مند ہیں۔ ہم اپنی ضروریات زندگی آسانی خرید سکتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ تم اقرار کرتے ہو کہ ہم ناقص ہیں۔ ہم کمزور ہیں۔ تم جب کہتے ہو کہ ہمارے پاس اعلیٰ قسم کے لباس ہیں۔ ہمارے پاس سردی اور دھوپ سے بچنے کے لئے سامان موجود ہیں تو اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہوتا ہے کہ تم

کمزور اور ضعیف

ہو ورنہ تمہیں اگر سردی کا خطرہ نہ ہوتا۔ تمہیں دھوپ لگتی ہی نہ تو پھر تمہیں کپڑوں کی کیا ضرورت تھی جب تمہیں پیاس لگتی ہی نہ تو پھر تمہیں پانی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ۔ اے لوگو جس دولت کو تم دولت سمجھتے ہو درحقیقت وہ دولت دولت نہیں۔ یہاں فقراء سے وہ لوگ مراد نہیں جن کے پاس پیسے کم ہوں۔ دنیا میں روپے اور پیسے کے لحاظ سے بہت بڑے بڑے امیر لوگ موجود ہیں یہاں پر اللہ تعالیٰ نے الناس کہا ہے کہ اے لوگو! اے انسانو۔ جن میں راتھ سیلڈ بھی شامل ہے اور فورڈ اور راک فیلڈ اور دوسرے لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو امراء سمجھتے ہیں۔ اس میں نظام بھی شامل ہے۔ بڑودہ کا راجہ بھی شامل ہے۔ برلا اور ڈالمیا بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو تم غریب ہو اس لئے کہ وہ دولت جس کا نام تم نے دولت رکھا ہوا ہے وہ درحقیقت

دولت نہیں ہے

تم غریب ہو۔ کیونکہ تم خود ہی یہ بھی کہتے ہو کہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ ہمارا اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا اور اس کا مفہوم ہی یہ ہے کہ تم ناقص ہو۔ تم کمزور ہو۔ تم دولت مند نہیں بلکہ فقیر ہو۔ اصل دولت مند خدا تعالیٰ ہے جس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ کسی قسم کی احتیاج نہیں اور صرف یہی نہیں کہ وہ محتاج نہیں بلکہ وہ تمہاری احتیاج کو

دور کرتا ہے وہ تمہاری ضروریات کو پورا کرتا ہے اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی انسان میں

قربانی کی کمزوری

پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہودی مومنوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ ان کے لیڈر چندے طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں وہ ہم سے مانگتا ہے۔ وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ جس چیز کو وہ دولت قرار دے رہے ہیں اور جس چیز کی وجہ سے وہ غرور کر رہے ہیں وہ اصل دولت نہیں۔ اصل دولت مند خدا تعالےٰ ہے جو احتیاج سے پاک ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے دماغ نہیں دیکھتا آنکھ دیکھتی ہے۔ نادان یہی کہے گا کہ آنکھ دیکھتی ہے مگر جس شخص کو

علم صحیح

حاصل ہو اور جو واقفیت رکھتا ہو وہ فوراً کہہ دیگا کہ آنکھ نہیں دیکھتی بلکہ دماغ دیکھتا ہے آنکھ تو صرف ایک ذریعہ ہے دیکھنے کا۔ یا کوئی کہے کان سنتے ہیں تو یہ غلط ہوگا۔ کیونکہ کان نہیں سنتے بلکہ دماغ سنتا ہے۔ کان تو ایک ذریعہ ہے ہوا جب کان کے سوراخ کے ساتھ ٹکراتی ہے تو دماغ اسے محسوس کر لیتا ہے۔ مگر بیوقوف آدمی جسے حقیقت کا علم نہیں وہ یہی سمجھتا ہے کہ کان سنتے ہیں۔ اسی طرح زبان نہیں چکھتی بلکہ یہ صرف ایک ذریعہ ہے جس سے دماغ معلوم کرتا ہے کہ فلاں چیز میٹھی ہے یا کڑوی۔ اچھی ہے یا خراب اسی طرح دولت جسے ہم دولت سمجھتے ہیں دراصل دولت نہیں ہم

گھروں میں

قریباً روز یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات ہم اپنے کسی بچے کو ایک چیز دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں لا ہمیں دے۔ ہمارے ایسا کرنے سے کوئی غرض بھی ہو لیکن بالعموم ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ وہ چیز پکڑ لیتا ہے اور واپس نہیں دیتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ ان کی نیت خراب ہو گئی ہے اور وہ مجھ سے چیز واپس لینا چاہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ بھی اپنے بندوں سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ وہ اپنے کسی بندے کو دولت دیتا ہے۔ پھر اس کو آزمانے کے لئے کہ آیا یہ دولت واپس دیتا ہے یا نہیں اسے کہتا ہے کہ یہ دولت مجھے دو۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ دولت میرے ہی کام آئے گی وہ فوراً واپس دے دیتا ہے۔ لیکن نادان لوگ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیتے ہیں جیسے وہ بچہ جو سمجھتا ہے کہ میرا باپ میرے آزمانے کے لئے ایک چیز مجھے دے کر واپس لے رہا ہے اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ چیز میرے ہی کام آئے گی اپنے باپ کے واپس مانگنے پر اپنا ہاتھ پیچھے نہیں کھینچتا بلکہ فوراً وہ چیز واپس کر دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو بھلا ہمارے چندوں کی

کیا ضرورت ہے

کیا کبھی دیسے چندے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو اوپر آسمان پر چلے جاتے ہوں۔ کبھی قربانی کا گوشت خدا تعالےٰ بھی کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ قربانی کا گوشت ہم نہیں کھاتے تم ہی کھاتے ہو۔ پھر تم چڑھتے بھی ہو کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک چیز دے کر واپس لے لی۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کوئی دنبہ خدا تعالیٰ کو پسند آگیا ہو اور وہ اسے اوپر اٹھا کر لے گیا ہو۔ کیا کبھی کسی نے ایسا ہوتے دیکھا ہے۔ وہ گوشت تم لوگ ہی کھاتے ہو۔ تمہارے بھائی کھاتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے ایسے لوگوں کے لئے یہ سامان نہ کیا ہوتا۔ تو وہ لوگ صرف بکرا ہی نہ کھاتے بلکہ تمہارے سامان کو بھی اٹھا کر لے جاتے اور تمہارے بیوی بچوں کو قتل کر دیتے۔ جب

امرتسر میں فساد

ہوا۔ اور مسلمان غیر مسلموں سے لڑ رہے تھے ان دنوں مسلم لیگ کے اکثر لیڈر میرے پاس مشورہ کے لئے آتے رہتے تھے ایک دفعہ ڈفاع کے سیکرٹری مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ میں نے ان سے کہا جو لوگ کام کر رہے ہیں انہیں پیسے بھی دیا کریں ورنہ وہ لٹیرے بن جائیں گے۔ صرف خدا تعالےٰ کی ذات ہی ان عوائج سے پاک ہے انسان پاک نہیں۔ اگر آپ لوگ انہیں پیسے نہیں دیتے تو وہ ڈاکے مارنے لگ جائیں گے اور پھر ان کے کیریکٹر کی حفاظت مشکل ہوگی۔ انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے اب بھی عملاً ایسا ہو رہا ہے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ چند آدمی میرے گھر پر آئے وہی وردی جو میرے ماتحت کام کرتے تھے اور جو لیگ کے ماتحت خدمت بجا لا رہے تھے۔ انہوں نے میری ایک گائے کو کھول لیا۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسے ذبح کر کے کھائیں گے۔ میں نے کہا ایسا نہ کرو گائے دودھ دیتی ہے اور میرے بچے اس کا دودھ پیتے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کو اپنے اور اپنے بچوں کے لئے دودھ کی ضرورت ہے۔ تو کیا ہمیں

پیٹ بھرنے کے لئے

روٹی کی بھی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا روٹی تو تھوڑے پیسوں میں بھی میسر آجاتی ہے۔ مگر گائے تو بہت زیادہ قیمتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا گائے رکھ لیں اور ہمیں روٹی کے لئے پیسے دے دیں۔ چلیں اس کی آدھی قیمت کے برابر ہی دیں۔ مسلم لیگ کے اس لیڈر نے مجھے بتایا کہ آخر میں نے چالیس پچاس روپیہ دے کر بڑی مشکل سے اپنا پیچھا چھڑایا

اب دیکھو

وہی چیز جس پر لوگ غرور کرتے ہیں ایک وقت میں ان کے لئے وبال جان بن جاتی ہے اور اس سے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ آخر ہم چندے کہاں خرچ کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تنظیم میں خرچ ہوتے ہیں اور کچھ حصہ ان کا احمدیت کے پھیلانے میں خرچ ہوتا ہے اور احمدیت جب پھیلے گی تو اس کا فائدہ بھی جماعت ہی کو ہوگا۔ خدا تعالےٰ کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یا اگر ان چندوں سے بچوں کو پڑھوایا جائے تو اس سے جماعت کا ہی فائدہ ہے خدا تعالےٰ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ کبھی ان کا بچہ پڑھے گا اور کبھی ان کے ہمسایہ کا بچہ پڑھے گا۔ اسی طرح دولت بڑھے گی تو انہی کا فائدہ ہوگا۔ بچوں کی تربیت ہوگی تو جماعت کو ہی اس کا فائدہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کو اس میں سے کچھ بھی نہیں جاتا۔ یہ سب جماعت کو ہی ملتا ہے یا پھر

لنگر پر خرچ

ہوتا ہے مگر کیا لنگر میں خدا تعالےٰ آکر کھانا کھاتا ہے۔ چندہ دینے والے ہی جلسہ پر آکر کھانا کھاتے ہیں یا جلسہ کے موقعہ پر روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے تو اس کا فائدہ بھی چندہ دینے والوں کو ہی ہوتا ہے خدا تعالےٰ کو اس سے کیا فائدہ۔ مفت کا ثواب مل جاتا ہے۔ ورنہ تمہارے ہی پیسے ہوتے ہیں اور تمہارے ہی کام آتے ہیں۔ تم جو چندہ دیتے ہو اس سے ہم مثلاً گیہوں خریدتے ہیں اور پھر اس سے تمہارے لئے روٹی تیار کرتے ہیں یا مسالہ وغیرہ خرید کر تمہارے لئے سالن تیار کرتے ہیں۔ پھر اگر ان چندوں میں سے تمہارے اجتماع کے موقعہ پر صفائی کرائی جاتی ہے تو اس کا خدا تعالےٰ کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ تم ہی بیماریوں اور گندگی سے بچتے ہو خدا تعالےٰ کو تم کیا دیتے ہو۔ روشنی کی جائے گی تو اس سے خدا تعالےٰ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ صفائی ہوگی تو وہ بھی تمہارے لئے ہی مفید ہوگی

جلسہ ہوگا

تو تم ہی جاکر وہاں باتیں سنو گے خدا تعالےٰ کو کیا ملا۔ یا مدرسہ ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے لڑکے وہاں پڑھا کرتے ہیں یہ تمہارے ہی لڑکے پڑھتے ہیں۔ مگر نام یہ دیدیا جاتا ہے کہ تم نے خدا تعالےٰ کو دیدیا اور خدا تعالےٰ بھی کہتا ہے کہ تم نے مجھے دیا۔ اس سے عجیب سودا دنیا میں اور کیا ہوگا۔ دنیا میں سب لوگ ہی کچھ رقوم قومی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر فرق کیا ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ دیتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کو دیا۔ مگر تم دیتے ہو تو کہا جاتا ہے کہ تم نے

خدا تعالےٰ کو دیا

اور خدا تعالےٰ بھی کہتا ہے کہ میں تمہیں اسکا بدلہ دوں گا۔ اور تمہارا دیا ہوا تمہیں واپس ملے گا۔ پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ۔ اے انسانو! تم دنیا کی ظاہری دولت پر گھمنڈ مت کرو۔ یہ دولت، دولت نہیں۔ یہ تو اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ تم محتاج ہو اور محتاج ناقص اور کمزور ہوتا ہے جتنی زیادہ دولت تمہارے پاس ہوگی اتنے ہی تم محتاج ہو گے۔ ایک غریب آدمی کے پاس اگر ایک روپیہ ہوتا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ایک روپیہ کا محتاج ہے اور ایک امیر کے پاس اگر ایک کروڑ روپیہ ہے تو وہ ایک کروڑ روپیہ کا محتاج ہے۔ ایک روپیہ والا ایک کروڑ والے جتنا محتاج نہیں۔ غرض جتنی دولت کسی کے پاس زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی وہ

زیادہ محتاج

ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہی غنی ہے جو کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اسے کسی قسم کی ضرورت نہیں۔ وہ سب چیزوں کا مالک ہے۔ لیکن اسے ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر جاندار کو رزق دیتا ہے یہانتک کہ وہ زمین کے نیچے دبے ہوئے کیڑوں کو بھی رزق دیتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔ وہ تمام چیزیں جن کا نام تم دولت رکھتے ہو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں نہ ہی اسے ان کی ضرورت ہے اور یہی ثبوت ہے کہ وہ غیر محتاج ہے۔ جب کسی شخص کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ کہتا ہے۔ وہ چیز فلاں کو دے دو۔ ایک ان پڑھ آدمی کو اگر کہیں سے قلم مل جائے اور اسے کوئی شخص پوچھے کہ یہ کیا ہے تو وہ کہہ دے گا کہ مجھے کہیں سے یہ چیز ملی ہے اگر تمہیں ضرورت ہو تو لے لو۔ وہ تو جہالت کی وجہ سے وہ قلم دیدیتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے

کمال کی وجہ سے

سب چیزیں اپنے بندوں کو دیدیتا ہے۔ چاندی سونا اس کے کام نہیں آتا اس لئے وہ اپنے محتاج بندوں کو دیدیتا ہے۔ مگر اس کے دیئے ہوئے مال سے انسان خیال کر لیتا ہے کہ وہ دولت مند ہو گیا ہے حالانکہ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ محتاج ہے۔ اس

نقطہ نگاہ

کو اگر انسان مدنظر رکھے تو قربانی کرنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اسی چیز کو مکمل طور پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں جو تو اپنے گھر میں جمع کرتا ہے اسے کیڑا کھا جائے گا۔ لیکن جو تو خدا کے گھر میں جمع کرتا ہے وہ کیڑے سے محفوظ رہیگا

اس کا بھی وہی مفہوم ہے۔ جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی وہی کچھ کرتا ہے۔ جو تم اپنے بچوں کے ساتھ روزانہ اپنے گھروں میں کرتے ہو۔ لیکن وہ اس کا نام یہ رکھ دیتا ہے۔ کہ یہ مال تم نے بطور قرض مجھے دیا۔ اور کہتا ہے۔ یہ

تمہارے لئے ذخیرہ

ہے۔ جو تمہیں ملے گا۔ بلکہ اس پر سود بھی ملے گا۔ وہ تو سود دیتا ہے۔ لیکن اپنے بندوں کو سود لینے یا دینے سے منع کرتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کمزور اور غریب ہے۔ اور اس سے سود لینا اس پر ظلم کرنا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ ہمارے پاس بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم سے اگر کوئی سود لے لے۔ تو ہم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

میں دیکھتا ہوں۔ بعض لوگ جو اچھے اچھے عہدوں پر ہوتے ہیں۔ یا ان کے پاس دولت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ اس پر گھمنڈ کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ ان کی احتیاج زیادہ ہو گئی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر زائد دولت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ زائد دولت کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ تم اس کے محتاج ہو۔ اس نقطۂ نگاہ کو سمجھ کر انسان حقیقی توکل کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ دولت تو ایک

نسبتی امر

ہے۔ اور اس کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ جتنا زیادہ روپیہ کسی کے پاس ہوگا۔ اتنی ہی اسکی ضرورت بڑھ جائیگی۔ اور اگر ایسا نہیں۔ تو پھر وہ دولت اس کے کس کام کی۔ یہ بات تو ایسی ہی ہے۔ جیسے کھانا ہے۔ اگر معدہ میں کوئی خرابی ہو۔ تو فوراً اُلٹے ہو کر کھانا باہر آجاتا ہے۔ اور بجائے فائدہ اور طاقت دینے کے نقصان اور کمزوری کا موجب بن جاتا ہے۔ غرض ہر چیز جو ہمارے پاس ہے۔ وہ سب

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی

ہے۔ اور جب وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے واپس مانگنے پر اسے دے دینے میں ہچکچاہٹ ہی کیوں ہو۔ جیسے تم بچے کو کوئی چیز دے کر واپس مانگتے ہو۔ تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ اور واپس دینے کو اس کا دل نہیں چاہتا۔ تھوڑے دن ہوئے میری ایک پوتی آکر میرے پاس بیٹھ گئی۔ اس وقت ہم ناشتہ کر رہے تھے۔ میری ایک بیوی نے اس کے آگے دو چار بادام اور دو چار کشمش کے دانے رکھ دیئے۔ میں نے اسے ایک کیلا دیا۔ اس نے وہ کیلا ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ چھوٹی عمر کی ہے۔ کوئی ڈیڑھ سال کی ہوگی۔ وہ ایک دانہ پکڑتی اور منہ میں ڈال لیتی۔ کھاتے کھاتے وہ ایک دوسرے بچے کو جو پاس ہی کھڑا تھا۔ کہنے لگی۔ کہ

یہ کیلا چھیل دو

اس پر میں نے کہا۔ کہ لاؤ میں کیلا چھیل دوں۔ اس نے یہ سمجھا۔ کہ یہ کیلا چھیننا چاہتے ہیں۔ وہ جھکی اور ایک ہی دفعہ کشمش کے سب دانے ہاتھ میں لے کر منہ میں ڈال لئے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک ایک دانہ پکڑ کر کھا رہی تھی۔ اور پھر پیٹھ پھیر کر بے تحاشہ بھاگ گئی۔ (اس پر ایک بچہ ہنس پڑا۔ جس پر حضور نے فرمایا۔ ایک چھوٹا بچہ اس لطیفہ پر ہنس پڑا ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا باپ بھی جب اس سے خدا تعالیٰ کوئی چیز مانگتا ہو۔ تو وہ بچوں کی طرح ایسی ایسی کر دیتا ہو۔ اور کہتا ہو میں نہیں دیتا) غرض اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر چیز دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ اس میں سے کچھ

میری راہ میں خرچ کرو

جب دینے والا ایک چیز واپس مانگتا ہے۔ تو انسان نہیں نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ وہ نادان یہ نہیں جانتا۔ کہ اگر میں یہ چیز واپس دیدونگا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ جس نے یہ چیز دی ہے۔ وہ اس جتنی دوبارہ دیدے۔ بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ دیدے۔ اور اس کے بعد پھر اگلے جہان میں جو ثواب ملتا ہے۔ وہ تو بہت زیادہ ہے وہ زندگی جو اگلے جہان میں ملے گی۔ وہ ابدی زندگی ہے۔ جس کے مقابلہ میں یہ دنیاوی زندگی بالکل ہیچ ہے۔

ربوہ کے تاریخی جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد

تیسرے دن کی کارروائی

پہلا اجلاس

"اسلام میں حکومت کا تصور"

اجتماع کے تیسرے روز (۱۷ اپریل) پہلا اجلاس خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی صدارت میں وقت مقررہ پر شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلے مکرم و محترم قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے "اسلام میں حکومت کا تصور" کے موضوع پر ایک نہایت تحقیقی مقالہ پڑھا۔ پہلا آپ نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ ثابت کیا۔ کہ ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس نے ان کے ظاہری فرق کو دور کر کے ان کے درمیان ایک ایسا توازن قائم کر دیا ہے۔ کہ جس سے انسانی زندگی کا اصل مقصد یعنی خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بننا فوت نہیں ہو سکتا۔

حکومت کو انسانی زندگی کی انتہائی منظم حالت سے تعبیر کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔ اسلام نے اس بارے میں بھی ہماری کامل رہنمائی فرمائی ہے۔ اور اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ کہ انسانی پیدائش کے مقصد میں کسی قسم کا رخنہ پڑنے نہ پائے۔ چنانچہ انبیاء کے بعد سلسلۂ خلافت کا جاری ہونا وہ آئیڈیل نظام ہے۔ جو صحیح طریق پر حکومتی کاروبار چلانے کے لئے اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس اعتبار سے تو یہ نظام جمہوری ہے۔ کہ جمہور خود خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ ایک روحانی نظام بھی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بندوں کے انتخاب کو اپنی طرف منسوب کر کے اسے اپنا نمائندہ قرار دے دیتا ہے۔ اس طرح خدا اور بندے کے تعلق کو صحیح بنیادوں پر قائم و برقرار رکھنے کے لئے نظام خلافت کی شکل میں ایک واسطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے روحانی خلفاء انسانی لیڈرشپ کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور خلافت نظام انسانی کی بہترین صورت ہے۔

اس نظام کی تفصیلات میں جاتے ہوئے مکرم قاضی صاحب نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جمہور کے فرائض اور حکام کے فرائض پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اگر آئیڈیل نظام قائم کرنے کے پورے ذرائع میسر نہ ہوں۔ اور مخصوص حالات کی وجہ سے یہ ممکن نظر نہ آتا ہو۔ کہ آئیڈیل نظام کا احقاق قائم کیا جائے۔ تو پھر تا حد امکان اس نظام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ احتیاط لازمی ہے۔ کہ آئیڈیل اور [illegible] کے باہمی فرق کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ ورنہ ناقص اور ادھورے نظام کو ہی آئیڈیل نظام سمجھ کر انسان اصل آئیڈیل نظام سے غافل ہو جائے گا۔ اور اسکی برکات سے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے محروم کر لے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ جب انسان ناقص نظام کو اصل نظام کا درجہ دیکر اور دنیوی سیاست کو دین کا سہارا سمجھ کر اپنے فرائض سے غفلت برتنے لگتا ہے۔ تو وہ انبیاء کے ذریعہ سلسلۂ خلافت پھر قائم کرتا ہے۔ اور ایسے کوتاہ بین تمرد و سرکشی اختیار کر کے خسارہ پانے والوں میں جا شامل ہوتے ہیں۔

"غیر ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد"

پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے بعد مکرم جناب فضل الرحمٰن صاحب حکیم وکیل التبشیر نے "غیر ممالک میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے خلافت ثانیہ کے مبارک زمانے میں تبلیغ کی وسعت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ اس وقت اطراف و اکنافِ عالم میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساٹھ سے زیادہ مبلغ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کی طرف دنیا کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ کام کی وسعت کے پیش نظر یہ تعداد بہت تھوڑی ہے۔ بتایا کہ مبلغین کی اس تھوڑی سی تعداد نے ہی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ دراصل تو دوست دشمن بھی ان کے تبلیغی کارناموں پر عش عش کر اٹھے ہیں۔ اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ آپ نے اس دعوے کی تائید میں جہاں بعض حوالے پیش کئے۔ وہاں مغربی افریقہ میں اپنے ذاتی تجربات کے ذکر سے لیکچر کو از حد دلچسپ بنا دیا۔ اشاعت لٹریچر کے سلسلے میں جو خدمات سرانجام دی گئی ہیں۔ آپ نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان کا بھی ذکر فرمایا۔ اور بالآخر امید ظاہر کی۔ کہ احباب جماعت خدمت اسلام کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگیاں وقف کر کے تبلیغ کے اس عظیم الشان نظام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے سامان بہم پہنچائیں گے۔ تا وہ دن جلد آئے۔ کہ دنیا میں بجز اسلام کے اور کوئی مذہب قابل ذکر حالت میں باقی نہ رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تجدید اسلام

پروگرام کے مطابق فضل الرحمٰن صاحب حکیم کے بعد مکرم جناب مولوی ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے "مسیح موعود علیہ السلام اور تجدید اسلام" کے موضوع پر نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ اور کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مضمون بیان فرما کر

مصیبت کے وقت جو لوگ اپنا مال دوسروں کیلئے خرچ کرتے ہیں انہی کے لئے

اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی راہیں کھولتا ہے

قادیان کے غریب اور اجڑے ہوئے بھائیوں کو ربوہ میں پھر سے بسانے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی باون ہزار روپے کی اپیل منشاء کے ماتحت جاری فرمودہ تحریک میں جماعت کے بعض مخلصین نے نہایت شاندار وعدے پیش کرتے ہوئے قابل تقلید نمونہ قائم کیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ لیکن اکثر احباب اور جماعتوں کی طرف سے ابھی وعدوں کا انتظار ہے۔ چونکہ سلسلے کے کام کو شروع کرنے کے لئے آمد کا صحیح اندازہ ہونا ضروری ہے۔ اس لئے احباب اور سیکرٹریانِ جماعت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور یا دفتر ہذا کو براہ راست جلد از جلد بھجوا دیں۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام مجددیت اور تجدید اسلام کی نوعیت پر نہایت مشرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے مقام اور کام کی نوعیت واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا جس طرح انبیاء سابقین صرف "دین" کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم "دین کامل" کے قائم کرنے والے تھے۔ اسی طرح پہلے مجدد دین اسلام کی جزوی تجدید کرتے رہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذمے "اسلام کی کامل تجدید تھی" اسی لئے قرآن مجید میں آپ کی آمد کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ اور آپ کے کام کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کا مقام ایک عام مجدد کا نہیں بلکہ "مجدد کامل" کا مقام ہے۔ اور اسی نسبت سے آپ "خاتم الخلفاء" ہیں۔ پس آپ کی تجدید گذشتہ مجددین کی طرح صرف ایک صدی تک محدود نہیں بلکہ رہتی دنیا تک جاری رہنے والی ہے۔ اس کے بعد مکرم مولوی صاحب نے اس زمانہ کی عملی اور اعتقادی خرابیاں فرما کر بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیونکر اور کس رنگ میں تجدید کے ذریعہ اعمال و عقائد کی اصلاح فرمائی نفس مضمون ترتیب اور اسلوب بیان کے لحاظ سے تقریر بالعموم بہت پسند کی گئی۔

تاریخی جلسہ کی ایک امتیازی خصوصیت

ربوہ کے اس پہلے اور تاریخی جلسہ کی دیگر امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بعض بیرونی ممالک کے احمدی حضرات نے بھی مختصر سی تقاریر کے ذریعہ احمدیت کے متعلق اپنے دلی جذبات و خیالات کا اظہار کیا اور اس طرح حاضرین جلسہ کو جوش انبساط میں مالک حقیقی کی ستائش کا ایک بابرکت موقع میسر آیا۔ چنانچہ احباب احمدیت کی روز افزوں ترقی کے زندہ ثبوت مشاہدہ کر کے سجدات شکر بجا لائے اس سے قبل اجتماع کے پہلے روز ہمارے جرمن نومسلم بھائی مسٹر عبدالشکور کنزے نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ آج صاحب صدر نے اجلاس کے اختتام سے قبل ماریشس کے ایک احمدی بھائی احمد ید اللہ صاحب کو موقع دیا کہ وہ سٹیج پر تشریف لا کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کریں۔ احمد ید اللہ صاحب نے خوش الحانی سے آیات قرآنی تلاوت فرمانے کے بعد جب نہایت بلند آواز میں "السلام علیکم" کہا تو ایک بار جلسہ گاہ کی تمام فضاء "وعلیکم السلام" کی مجموعی آواز سے جو تشکر، امتنان اور خوشی و امید کے پر خلوص جذبات کی ترجمانی کر رہی تھی گونج اٹھی۔

احمد ید اللہ صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ مجھے نئے مرکز ربوہ کے اس تاریخی جلسہ میں شامل ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مجھے قادیان کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ چار ہزار میل دور سے آنے کے بعد بھی قادیان کی زیارت سے محروم رہنا میرے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ لیکن بہر حال میں جب یہاں سے جاؤں گا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے ملہم من اللہ امام کے متعلق پہلے سے بہت زیادہ محبت اور فخر کے جذبات لیکر جاؤں گا۔ آج ہم اس وادی غیر ذی زرع میں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ ہم اس عزم صمیم کا اظہار کریں کہ ہم خدا کی رضا کو دنیا میں قائم کر کے رہیں گے۔ میں اس یقین سے سرشار ہوں کہ میں جب دوبارہ آؤں گا تو اس وقت قادیان آزاد ہو گا۔ اور احمدیت کا جھنڈا اپنی پوری شان اور فخر کے ساتھ منارۃ المسیح پر لہرا رہا ہو گا انشاء اللہ۔ جناب فضل الرحمن صاحب حکیم (گولڈ کوسٹ) نے احمد ید اللہ صاحب کی انگریزی تقریر کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اور تیسرے روز کا یہ اجلاس جو اک اللہ کی ایک بسیط مجموعی آواز کے ساتھ دوپہر کو سوا بارہ بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا۔

مشرقی افریقہ میں احمدی مبلغین کی پہلی مشاورتی کونسل

نیروبی ۲۰ اپریل۔ شیخ مبارک احمد صاحب ہیڈ مبلغ مشرقی افریقہ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ افریقن احمدیہ مسلم مبلغین کی پہلی مشاورتی کونسل کا اجلاس احمدیہ مسجد نیروبی میں تعطیلات ایسٹر میں منعقد ہوا۔ کینیا، یوگنڈا، اور ٹانگانیکا کے نمائندوں نے شرکت کی۔ شیخ مبارک احمد امیر جماعت و ہیڈ مبلغ کی صدارت میں سالانہ بجٹ ایک لاکھ اٹھ ہزار تین سو اسی شلنگ کا منظور ہوا۔ اس بجٹ کا بیشتر حصہ بموجب ہدایات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کیسواہلی زبان میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت اور مشرقی افریقن زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور سوانح حیات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خرچ کیا جائے گا۔ مشرقی افریقہ میں اس وقت اکیس (۲۱) احمدی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور حال ہی میں ٹبورا میں ایک احمدی مطبع بھی قائم کیا گیا ہے۔

اعلان نکاح

میرے نسبتی بھائی عبدالسمیع خان پسر منشی عبدالرشید خانصاحب مرحوم محلہ نزد سیر بنارس چھاؤنی کا نکاح پانچ ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی نے صبیحہ پاکیزہ بنت نواب محمد جلیل القدر صاحب کراچی سے ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء بعد نماز مغرب پڑھا۔ اللہ تعالے جانبین کے لئے مبارک کرے۔ عبدالمجید سیکرٹری تعلیم و تربیت کراچی

اعلان نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم عبدالسلام خاں کا نکاح عزیزہ سعیدہ بیگم دختر جناب ملک حبیب الرحمن صاحب اے۔ ڈی۔ سی منٹگمری برادر خورد جناب حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ کے ساتھ دو ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے مورخہ ۱۸ کو بعد نماز عشاء بمقام ربوہ پڑھا۔ (خطبہ فرمایا)

خاکسار اکبر علی خاں احمدی بٹالوی
حال فلیمنگ روڈ لاہور

اسلامی ممالک کے نمائندگان میں ظفر اللہ خان کو اہم پوزیشن حاصل ہے۔

شام کے راہنما فارس الخوری کی تصریحات

ہمارے خاص نامہ نگار کے قلم سے

دمشق (بذریعہ ڈاک) چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ۲۹ ۳/۴ کو نیویارک جاتے ہوئے دمشق کے فضائی مستقر پر اترے۔ اس موقعہ پر شامی پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ فارس الخوری۔ وزیر اعظم شام اور دوسرے سرکاری وغیر سرکاری اور پریس کے نمائندگان نے آپ کو خوش آمدید کہا فوٹو گرافرز نے فوٹو لئے۔

فارس الخوری انٹرنیشنل شخصیت کے حامل ہیں۔ اور عالمگیر ۱۶ ججوں میں سے آپ بھی ایک جج ہیں۔ آپ نے پریس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ میرے دل میں ظفر اللہ خان کی خاص عزت ہے۔ اس لئے میں ان کے استقبال کے لئے فضائی مستقر پر آیا ہوں۔ آپ نے عربوں اور مسلمانوں کے قضیہ (فلسطین) کا شاندار دفاع کیا ہے۔ اور میں نے عرب اور مسلمان نمائندگان میں سے ان کے مقابلہ کا کسی کو نہیں پایا۔ عرب قوم کو ظفر اللہ خان کے اس احسان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور آپ کے اس کام کو قدر و منزلت دینی چاہیئے۔ اور میرا یقین ہے کہ ظفر اللہ خان آخر تک اپنی اس پوزیشن پر قائم رہیں گے۔" (الکفاح)

اسکے علاوہ فارس الخوری نے ایک مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ ظفر اللہ خان کو دنیا میں ایک اہم پوزیشن حاصل ہونے والی ہے۔ اور وہ بلاشبہ مشرق کے لئے بمنزلہ ہیرا کے ہیں۔

پاکستان کے لئے غذائی اور زراعتی ماہرین کی خدمات

کراچی ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان اقوام متحدہ کی غذائی اور زراعتی انجمن کے ماہروں کی خدمات حاصل کرنے پر غور کر رہی ہے تاکہ زراعتی ترقی کی سکیموں پر ان کے مشورے حاصل کر سکے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں زمین کے نیچے پانی کے بہت اچھے ذخائر ہیں۔ جن سے ملک کے نسبتاً خشک حصہ میں بڑے بڑے قطعہ زمین زیر کاشت لائے جا سکتے ہیں۔ توقع ہے کہ انجمن مذکور کے ماہر اس وسیلہ سے فائدہ اٹھانے میں پاکستان کی مدد کریں گے۔

پاکستان کے بعض علاقوں میں زراعت کے لئے دلدل کی موجودگی بہت دردسر کا باعث ہے اور اس کا فوری طور پر علاج کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں بھی حکومت پاکستان غذائی اور زراعتی انجمن کے ماہروں کی امداد اور مشورہ حاصل کرنے کی امید رکھتی ہے۔ (اسٹار)

وزرائے اعظم کی کانفرنس حقیقی معنوں میں خفیہ ہوگی

لنڈن ۱۹ اپریل۔ آج سے دولت مشترکہ کے مندوبین جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور یہ امر واضح ہے کہ ہر حالت میں کوشش کی گئی ہے۔ کہ ان کی تعداد مختصر ہی رہے۔ ڈاؤننگ سٹریٹ کے اجلاسوں کے سلسلہ میں لفظ خفیہ میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس امر پر بھی شبہ کا اظہار رہے۔ کہ آیا وزراء خارجہ بھی ابتدائی اجلاسوں میں شرکت کریں گے یا نہیں

بظاہر تمام وزرائے اعظم اس امر پر متفق ہیں کہ کانفرنس کی میز کے گرد جتنی تعداد کم ہوگی۔ اتنی ہی مباحثے فیصلہ کن ہونگے۔ ڈاؤننگ سٹریٹ کے حلقوں میں عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگر مذاکرات کا مقصد حاصل کرنا ہے۔ تو اس کے لئے کافی گنجائش کی ضرورت ہوگی۔ اور وہ بھی کسی لیک کی جانب سے نہیں۔ اس امر پر قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ کہ مختلف ممالک نے اپنے وزراء اعظم کو کس حد تک آزادی دی ہے۔ (ا۔ پ)

چلتا پھرتا برطانوی فلم یونٹ ترکیہ میں کام کرے گا۔

لنڈن (ہوائی ڈاک) برطانوی کونسل جو پہلا چلتا پھرتا فلم یونٹ سمندر پار بھیجے گی وہ ترکیہ کے دور دراز اور پہاڑی علاقوں میں کام کرے گا۔ یہ یونٹ اس حد تک خود کفیل ہے کہ پٹرول وغیرہ اور تیل دینے کے علاوہ اس عملے کے رہنے سہنے کی جگہ بھی موجود ہے۔ سینما گاڑی اپنے اڈے پر واپس آئے بغیر تین ہفتے تک چالو رہ سکتی ہے۔ یہ دو ہزار افراد کو بیک وقت فلم دکھا سکتی ہے اور دن رات کام کرنے کے قابل ہے۔

اس گاڑی کے ساتھ پانی رکھنے کا بندوبست بھی موجود ہے۔ ایک فلٹر اور ایک روٹری ہینڈ پمپ بھی ہے۔ تاکہ مقامی پانی بھی ضرورت پڑنے پر استعمال کیا جا سکے۔

لیاقت علی خان طہران جائیں گے

طہران ۱۹ اپریل۔ وزیر اعظم پاکستان آنریبل مسٹر لیاقت علی خان نے دولت مشترکہ کانفرنس سے واپس ہوتے ہوئے ایران کی سرکاری دعوت کو منظور کر لیا ہے (اسٹار)

برما کے پاکستانی سفیر سردار محمد اورنگ زیب خاں کے مختصر حالات زندگی

آپ صوبہ سرحد کے پہلے مسلم لیگی وزیر اعظم ہیں

سردار محمد اورنگ زیب خاں جو برما کے لئے پاکستانی سفیر مقرر کئے گئے ہیں۔ صوبہ سرحد کے پہلے مسلم لیگی وزیر اعظم تھے۔ آپ کئی سال تک مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے ایک ممتاز رکن رہے ہیں۔ اور اردو۔ پشتو۔ انگریزی اور فارسی کے اعلیٰ مقرر ہیں۔ سردار اورنگ زیب خاں ۱۸۹۲ء میں کلاچی ڈیرہ اسماعیل خاں میں پیدا ہوئے آپ نے مشن ہائی اسکول ڈیرہ اسماعیل خاں میں تعلیم پائی۔ جہاں سے آپ نے میٹرک کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اور آپ کو قابلیت کا وظیفہ دیا گیا۔ بی۔ اے اور قانون کی ڈگری قدیم ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ سے حاصل کی۔

علی گڑھ کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد سردار اورنگ زیب خاں نے ۱۹۱۷ء میں پشاور میں وکالت شروع کی۔ اور برابر ترقی کرتے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کو وکلاء میں خاص امتیاز حاصل ہو گیا۔ اور آپ انجمن وکلاء کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں علی گڑھ یونیورسٹی کورٹ کے ٹرسٹی " اور اسلامیہ کالج پشاور کی مجلس منتظمہ کے رکن منتخب ہوئے۔

سر صاحبزادہ عبد القیوم مرحوم کے ساتھ ان کے آنریری سیکرٹری کی حیثیت سے پہلی گول میز کانفرنس لندن میں شرکت کے لئے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں صوبہ سرحد کی مجلس قانون ساز کے ممبر منتخب ہوئے اور اس پارٹی کے ڈپٹی لیڈر بن گئے۔ جو سر صاحبزادہ عبد القیوم مرحوم کے زیر سرکردگی قائم ہوئی تھی۔ سر عبد القیوم کی وفات کے بعد حزب مخالف کے لیڈر بنائے گئے۔ آپ نے حاجی سعد اللہ خاں رکن سرحدی اسمبلی کے ساتھ مل کر صوبہ سرحد میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی اور انہی کے ساتھ مل کر صوبہ میں ۱۹۴۳ء میں پہلی مسلم لیگی وزارت قائم کی۔ تقسیم کے بعد مسلم لیگ کی تنظیم جدید پر آپ سرحد مسلم لیگ کونسل کے نائب صدر بنائے گئے۔ آپ آج کل پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے ممبر بھی ہیں۔

خام روئی برآمد کرنے کے لائسنس

کراچی ۲۰ اپریل۔ جرمنی۔ بلجیم اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کو خام روئی برآمد کرنے کے جو کوٹے کام میں نہیں لائے گئے، اب ان کے برآمدی لائسنس جاپان کے علاوہ ان سب ممالک کے لئے مل سکتے ہیں۔ جن کی کرنسی بمشکل دستیاب ہوتی ہے۔ ان لائسنسوں کے لئے درخواست دینے والا کراچی پاکستان کاٹن ایسوسی ایشن کا ممبر ہو۔ اور پکے سودے کا ثبوت کسی ناقابل تنسیخ ہنڈی یا تبادلہ رقم کے کسی ایسے ذریعے سے دے۔ جس سے دولت پاکستان بنک مطمئن ہو۔

کراچی میں چائے کی فیکٹری

کراچی ۲۰ اپریل۔ بروک بونڈ ٹی کمپنی جلد ہی یہاں چائے تیار کرنے اور اسے ڈبوں میں بند کرنے والی ایک بڑی فیکٹری قائم کرنے والی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ضروری مشینوں کا برطانیہ میں آرڈر دے دیا گیا ہے۔ یہ فیکٹری مغربی پاکستان کی ضروریات کو پورا کر دیگی۔ یہ فیکٹری دار الحکومت کے مضافات میں قائم ہوگی۔ (اسٹار)

وزیر اعظم پاکستان کو عراقی حکومت کی طرف سے دعوت

بغداد ۱۹ اپریل۔ عراقی حکومت نے آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں کو اسکے مہمان کی حیثیت سے بغداد آنے کی دعوت دی ہے۔ مسٹر لیاقت علی خاں نے یہ دعوت قبول کر لی ہے۔

بقیہ صفحہ ۲

بقیہ صفحہ ۲

کہ خدا نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ جو آج بھی اپنی ہستی کے زندہ نشان ظاہر کر رہا ہے۔ دنیا کی اندھی آنکھیں دیکھیں یا نہ دیکھیں۔ اور بہرے کان سنیں یا نہ سنیں۔ لیکن یہ امر اٹل ہے۔ کہ خدا کا دین پھیل کر رہے گا۔ کمیونزم خواہ کتنی ہی طاقت پکڑ جائے۔ مگر وہ میرے ہاتھ سے شکست کھا کر رہے گا۔ اس لئے نہیں کہ میرے ہاتھ میں کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا خادم ہوں۔

خدا نے جو وعدے کئے۔ وہ کچھ تو پورے ہو چکے۔ اور باقی آئندہ پورے ہوں گے۔ آئندہ جو کچھ ظاہر ہوگا۔ ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جن کندھوں پر آئندہ سلسلہ کے کاموں کا بوجھ پڑنے والا ہے۔ چاہیئے۔ کہ وہ ہمت کے ساتھ اس بوجھ کو اٹھائیں۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بادشاہت پھر دنیا میں قائم ہو جائے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ زندگی کی آخری گھڑی تک مجھے اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ اور آپ لوگوں کو بھی اللہ تعالےٰ خدمت دین کی توفیق دے۔ اور آپ اس وقت تک صبر نہ کریں۔ جبتک کہ اسلام دوبارہ ساری دنیا پر غالب نہ آ جائے۔

اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور پھر اس تاریخی جلسے کے اختتام کا اعلان فرمایا۔